بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقش آغاز

سودی نظام کا تحفظ اور وکالت
جہالت، سفاہت، حماقت اور رذالت

حربٌ من اللہ ورسولہ

قرآن وحدیث کے قطعی نصوص اور واضح احکام کی روشنی میں وفاقی شرعی عدالت نے ۱۴ نومبر ۱۹۹۱ء کو اپنے عظیم تاریخی فیصلے کی بنا پر ملک میں سودی نظام کے امتناع کا عہد ساز فیصلہ دیا مگر اس کے باوجود بھی بعض کج فہموں اور مغربی فکر کے علمبردار دانشوروں نے اس کے خلاف مضامین لکھے حتیٰ کہ وزیر مملکت برائے خزانہ سردار آصف احمد علی نے "سود جائز ہے" کا فتویٰ صادر فرمایا اور کہا "اگر سود کو ختم کر دیا جائے تو پاکستان کے پورے مالیاتی نظام کی بنیادیں ہل جائیں گی۔ (روزنامہ پاکستان لاہور ۱۶ جنوری ۱۹۹۲ء)

جب ملک کے علمی و دینی حلقوں اور عامۃ المسلمین نے اس کے خلاف شدید احتجاج کیا تو چاہیے تھا کہ حکومت توہین عدالت اور استہزاء شریعت کے اس مجرم کو وزارت سے برطرف کر کے قرار واقعی سزا دیتی مگر ایوان اقتدار میں اس کا کچھ اثر نہ ہوا جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ بات اُن کی تھی اور زبان اِن کی تھی، لہٰذا انہی کی شہ پا کر چند روز بعد وزیر موصوف کا یہ ارشاد بھی اخبارات کی شہ سرخیوں کی زینت بنا۔

> ... علماء نے ان کے بیان کی مذمت کی ہے انہیں چاہیے کہ وہ موجودہ نظام میں تبدیلی تجاویز پیش کریں تاکہ بینکنگ کے نظام میں سود کا سلسلہ ختم کرنے کے بعد غیر ملکی سرمایہ اور قرضہ جات کس طرح حاصل کیے جا سکیں اور ملک کا بینکنگ نظام کس طرح جاری رکھا جا سکے گا۔
>
> (روزنامہ جنگ لاہور ۲۱ جنوری ۱۹۹۲ء)

قرآن و سنت کی تعلیمات اور شریعت کے واضح احکامات کے خلاف اس قدر دریدہ دہنی اور خبث باطن کا اظہار اربابِ حکومت کی ذہنی نااہلیت کا ثبوت ہے۔ البتہ ایک چیز ہے جس کی قابلیت کا سابقہ حکمرانوں سمیت اب تک ارباب اقتدار نے بھی ہر موقع پر ثبوت دیا اور ایسا قاطع دیا ہے کہ دنیا کی کوئی قوم ان کے مقابلہ میں اپنے عجز صریح کو نہیں چھپا سکتی۔ یعنی ملک اور ملکی باشندوں کی امیدوں کی تذلیل، اسلامی تعلیمات کے ساتھ استہزاء و تمسخر، نفاذ شریعت کے لیے سود کا اہتمام جہل و نادانی کے ساتھ بیرونی آقایان ولی نعمت کی ہر خواہش کا استقبال و تکمیل

اور بیہودگی مرصد لئے بے بہودگی کے آگے بلا تامل رکوع و سجود ——— اور اس سے بڑھ کر دردانگیز بات یہ ہے کہ وہاں صرف نیکی کا عدم نہیں، بدی کا ارتکاب بھی ہے، اس کا اظہار بھی اور اس پر اصرار بھی، اس وطیرۂ مذموم کے پیشِ نظر اب کے حکمران بھی اپنے پیش رووں کی طرح اہلِ پاکستان کی بہترین امیدوں کے لیے ایک سنگِ گراں بن کر حائل ہوگئے ہیں اور سردار آصف کا حد درجہ مذموم اور لائقِ صد نفرین بیان پوری قوم کی پیشانی پر ایک ایسا سیاہ داغ ہے جس نے ملک کے تمام نظریاتی حسن کو تاراج کر دیا ہے۔

قرآن مجید نے تمام انسانی معاصی اور جرائم کے متعلق مختلف قسم کی جو وعیدیں بیان فرمائی ہیں۔ سود کے بارے میں وعید ان سب سے شدید تر ہے جو کسی بھی سخت سے سخت جرم و معصیت کے بارے میں نہیں آئی

فَاِن لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا (یعنی سود ترک نہ کیا) تو اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ لڑنے کیلئے تیار ہو جاؤ (کہ یہ فی الحقیقت اللہ اور رسولؐ کے ساتھ جنگ ہے)۔ (۲ : ۲۷۹)

قرآن کریم نے اس آیت میں سود کے لینے پر اصرار کو "حربٌ من اللہ و رسولہ" سے تعبیر کیا ہے کہ اس کے لینے والے، اللہ اور اس کے رسولؐ سے لڑنے کے لیے مستعد رہیں کیونکہ دوسری کسی معصیت میں انسان خدا کے بندوں کے لیے اس درجہ بے رحم اور خونخوار نہیں ہو جاتا جس درجہ سود کو اپنا وسیلۂ معاش بنا لینے کے بعد از سر تا پا مجسمۂ شقاوت و قساوت بن جاتا ہے اور خدا کے بندوں کے آگے بے رحمی سے مغرور ہونا فی الحقیقت خدا کے آگے مغرور ہو کر آمادۂ جنگ و پیکار ہونا ہے۔

بڑے بڑے عادی مجرم بارہا انسانی مظلومی اور بےکسی کو دیکھ کر ان کی آنکھیں اشکبار اور دل دو نیم ہوتے بے رحم ڈاکوؤں اور ظالم قاتلوں نے بھی بعض اوقات کسی بڑھیا کی فریاد، کسی بے کس کی گریہ و زاری اور کسی یتیم کی آہ و فغاں پر اپنی کھینچی ہوئی تلوار پھینک دی اور چند لمحوں کے لیے انہیں اپنی بھولی ہوئی انسانیت یاد آگئی انسانی فطرت اور فضیلت بہر حال بڑی سے بڑی زندگی کی تاریکی میں بھی کبھی نہ کبھی اپنی روشنی بے نقاب کر دیتی ہے۔

مگر اس کے مقابلے میں ایک سود خور کو لاؤ، وہ چور نہیں ہے، وہ ایک ڈاکو کے نام سے حقیر و ذلیل نہیں کیا جاتا، لوگ اس سے پناہ نہیں مانگتے بلکہ اس کو ڈھونڈتے ہیں وہ پہاڑوں کی غاروں، جنگلوں کے گنجان گوشوں میں مجرموں کی طرح نہیں چھپتا وہ سوسائٹی سے مردود و مطرود نہیں ہے بلکہ وہ بھی ایک شہری ہے جو ایک شریف باشندۂ شہر کی طرح انسانوں میں رہتا اور جسمِ اجتماعی میں عضوِ صحیح کی طرح شامل ہے، بایں ہمہ اس کے اعمال کا کیا حال ہے وہ ڈاکو سے بڑھ کر آبادی کو غارت کرتا ہے وہ قاتل سے زیادہ انسانی حیات کو موت سے تبدیل کرتا ہے۔

وہ عادی مجرم سے زیادہ سوسائٹی کو تباہ کرتا ہے وہ ایک درندہ سے بھی خوفناک تر خون آشام اور بھیڑیئے اور جنگلی سور سے بھی بڑھ کر حیات انسانی کا دشمن ہے۔ پھر ان سب سے زیادہ یہ کہ سخت سے سخت بے رحم ڈاکو کی آنکھوں سے کبھی نہ کبھی رحم کا ایک قطرۂ اشک ٹپک پڑتا ہے مگر یہ محال قطعی ہے کہ سود خور کی قساوت و شقاوت کبھی بھی کسی تڑپتے ہوئے جسم اور کسی پکارتی ہوئی زبان پر ایک لمحے، ایک دقیقے یا ایک عشر دقیقے کے لیے بھی رحم کھائے۔

روپیہ کی لین دین ہی ایک ایسی شے ہے خواہ کیسے ہی سخت سے سخت عنوان ظلم ہو لیکن چونکہ احتیاج اور ضرورت کو وقتی اور فوری طور پر دور کرنے والی ہے اس لیے انسان اس سے بھاگ نہیں سکتا بلکہ پناہ مانگنے کی جگہ خود اس کی طرف دوڑتا ہے وہ جانتا ہے کہ سود خور ایک بے رحم ڈاکو، اور خونخوار درندہ ہے لیکن جنگل کے ڈاکو سے نفرت کرتا اور اس شہری ڈاکو کے آگے عاجزی سے ہاتھ جوڑتا ہے تاکہ وہ اسے اپنے دام ظلم میں پھنسانے کے لیے چن لے اور اس کو مجروح تیغ قساوت و بے رحمی سے انکار نہ کرے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ ہزارہا انسانی بے رحمیاں کسی آبادی کو اس طرح نقصان نہیں پہنچا سکتیں جس درجہ پورے شہر میں ایک "سود خور" کا وجود پہنچا سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم اس کو سب سے بڑی وعید الٰہی کا مستحق قرار دیتا ہے۔

قرآن حکیم نے انفاق فی سبیل اللہ کے بعد سود خوری کی زندگی کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

اَلَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوۡمُوۡنَ اِلَّا کَمَا یَقُوۡمُ الَّذِیۡ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیۡطٰنُ مِنَ الۡمَسِّ ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ قَالُوۡۤا اِنَّمَا الۡبَیۡعُ مِثۡلُ الرِّبٰوا (۲ : ۲۷۵)

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ کھڑے نہ ہو سکیں گے مگر اس پاگل کی طرح جس کو شیطان کے اثر نے مخبوط الحواس بنا دیا ہو اور یہ اسی لیے ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ خرید و فروخت بھی مثل سود ہی کے ہے۔

قرآن حکیم میں سود خور زندگی، اس کے عادات و خصائل، اس کے اعمال و افعال اور اس کے نتائج کی ایک مصروع (مرگی زدہ) اور ایک آسیب زدہ پاگل کے حالات و خصائص سے جامع و مانع تشبیہ دی گئی ہے۔

قرآنی اصطلاح کے مطابق سود خور ایک شخص ہے جو پاگل ہو گیا ہو، ایک مجنون ہے جس کی عقل و دانش بالکل معطل ہو ایک مخبوط الحواس ہے جس کے ہوش و حواس کا کارخانہ بگڑ گیا ہو ایک مصروع ہے جو مرگی کے اشتداد سے اپنے اوپر حکومت نہ رکھتا ہو، صحت اعضاء و جوارح تمام امیال و جذبات کے درست ہوتے، چلنے پھرنے، بھوک پیاس کے احساس اور بظاہر ایک کامل اور سالم انسان ہونے کے باوجود اس میں انسانیت کا جوہر مفقود ہوتا ہے وہ سوسائٹی کا ایک جزو، شہر کا ایک جائز باشندہ اور باوجود انسان ہونے کے ایک خوفناک درندہ ہے۔

رزالت و سفاہت اور بہیمیت و بربریت کا ایک پیکر مجسم ہے درندوں کے بھٹ اور وحشیوں کے جنگل کا

ایک جانور ہے ایک پاگل آدمی باوجود انسان صورت ہونے کے انسان نہیں ہوتا کیونکہ اس کا نظام ادراک وحواس درہم برہم ہوجاتا ہے اور یہی شے انسان کا اصلی جوہر شرف ہے بالکل اسی طرح ایک سود خور ایک جائز باشندہ شہر اور شہری نیف زندگی ہونے کے باوجود شریف نہیں ہوتا کیونکہ اس کے تمام جذبات وعواطف ملکوتیہ اور فضائل خصائل و اخلاق معطل ہوجاتے ہیں اور جب یہ دونوں چیزیں معطل ہوجائیں تو فلم يبق الا صورت اللحم والدم

وزیر مملکت کا یہ بیان جو توہین عدالت اور دین کے قطعی احکام ونصوص کے ساتھ سراسر استہزاء ہے حکومتی سطح پر جیب سادہ حکومت ہی کی پالیسی کی غمازی ہے اگر موجودہ حکمرانوں کی یہی پالیسی ہے جبکہ اس میں مزید شک وشبہ کی گنجائش بھی باقی نہیں رہی تو قطعاً وہ مزید برسر اقتدار رہنے کے لائق نہیں اور اگر بالفرض یہ تسلیم بھی کرلیں کہ حکمران اس سے غفلت کر رہے ہیں اور وہ اپنی غفلت پر قانع ہیں تو اس کا بھی کوئی شکوہ نہیں، ایک اسی پر کیا موقوف ہے آج ملک کا تو یہ حال ہے کہ

ماجرا ہاست بآں چشم فسوں ساز مرا

مگر ستم بالائے ستم یہ ہے کہ باایں ہمہ حالات بینہ وقاطعہ، حکمران ملک کی خوشحالی اور نفاذ شریعت، شریعت بل کے علمبردار اور اسلامی انقلاب لانے کے مدعی اور ملک میں بدامنی وبے چینی اور اس کے اسباب افلاس کی سراغ رسانی کے بڑے خواہشمند بھی ہیں ؎

از حسن ایں چہ سوال است کہ معشوق تو کیست
ایں سخن را چہ جوابست تو ہم مے دانی

وزیر موصوف اور ان ہی کے مکتب فکر کی سب سے پہلی غلط فہمی تو یہی ہے جس کی بنا پر انہوں نے سود کے خاتمے کو ملکی اقتصادیات اور مالیاتی نظام کی تباہی کا باعث قرار دیا ہے اس غلط فہمی کے ازالے کیلئے گذارش ہے کہ عقلی حیثیت سے سود ایک غلط چیز ہے اور نقلی حیثیت سے بھی خدا اور اس کے رسول ؐ نے ہر قسم کے سود کو حرام قرار دیا ہے اس کے بعد لوگوں کا یہ کہنا "کہ کیا سود کے بغیر بھی کام چل سکتا ہے ؟ اور کیا غیر سودی نظام قابل عمل بھی ہے ؟ دوسرے الفاظ میں اس کا اعتراف کرنا ہے کہ خدا کی اس خدائی میں کوئی غلطی ناگزیر بھی ہے اور کوئی راستی قابل عمل بھی پائی جاتی ہے یہ دراصل فطرت اور خالق فطرت کے مربوط اور محکم نظام کے خلاف عدم اعتماد کا اظہار اور باطنی خباثت ودہریت کا اقرار ہے اس کا صاف مطلب تو یہ ہے کہ فطرت خود ٹیڑھی بگاڑ کی حامی اور بناؤ کی دشمن ہے اگر بالفرض یہ بات تسلیم ہے تو پھر ہمیں اپنی ساری بحثیں لپیٹ کر رکھ دینی چاہئیں اور سیدھی طرح زندگی سے استعفا

کے لائق نہیں ہے اور اس کے خالق کا نظامِ محکم اس سوءِ ظن اگر انسان اور کائنات کی فطرت
دے دینا چاہیے اور اگر انسان اور کائنات کی فطرت اور اس کے خالق کا نظامِ محکم اس سوءِ ظن کے لائق نہیں ہے
تو پھر واقعی انسان اور پکے مسلمان کی طرح ہمیں یہ اندازِ فکر چھوڑ دینا چاہیے کہ " سود ہے تو بُرا، قرآن نے بھی اسے
حرام قرار دیا ہے مگر کام اسی سے چلتا ہے" اور حرمت رہا ہے تو برحق مگر موجودہ دور میں چلنے والی چیز نہیں ہے"۔
دراصل کسی بھی مروج طریقہ معاملات جس سے انسانی امور وابستہ ہو جاتے ہیں اس کو یکسر بدل کر کسی دوسرے
طریقہ کو رائج کرنا بظاہر مشکل نظر آتا ہے خواہ وہ طریقہ بجائے خود صحیح ہو یا غلط، دشواری صرف اس کے تغیّر میں ہے
مگر ہمارے وزیر ناہنجار اور اسی مکتبِ فکر کے نادان دوست یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ جو غلط سودی نظام رائج ہو چکا ہے
انسانی معاملات بس اسی ہی پر چل سکتے ہیں اور اسکے سوا دوسرا کوئی طریقہ قابلِ عمل ہی نہیں ہے چاہے وہ خدا اور اس
کے رسول کی تعلیمات ہی پر مبنی کیوں نہ ہو؟ ——
یہ لوگ محض جہالت اور کج فہمی کی وجہ سے فوری تجویزِ تغیّر (اسلامی بینکاری کا نفاذ) کے سر پہ ناقابلِ عمل ہونے
کا الزام تھوپنے لگتے ہیں جبکہ تغیّر کی دشواری کے اصل اسباب کو سمجھنے کی کوشش ہی کیا؟ ارادہ ہی نہیں کرتے۔

اگر آپ ایک رائج الوقت نظام کے خلاف کسی تجویز کو بھی ناقابلِ عمل سمجھیں گے تو انسانی سعی کے امکانات کا
بہت ہی غلط اندازہ لگا بیٹھیں گے آخر جس دنیا میں انفرادی ملکیت کی کامل تنسیخ اور مکمل اجتماعی ملکیت جیسی انتہائی انقلاب
انگیز تجویز تک عمل میں لا کر دکھا دی گئی ہو وہاں یہ کہنا کس قدر جہالت پہ مبنی اور لغو ہے کہ سود کے سقوطِ سودی نظام
کی تنسیخ اور زکوٰۃ کی تنظیم جیسی معتدل تجویزیں قابلِ عمل نہیں ہیں۔
چالیس سال سے سودی نظام کے علمبردار اور اسی مکتبہ فکر کے دانشور ایک ہی رٹ لگاتے جا رہے ہیں کہ
اس کے متبادل اسلام کے مالیاتی نظام کا نقشہ کیا ہوگا؟ جبکہ اسی کے جواب میں اسلامی معاشیات کے ماہرین ارباب
علم و فضل اور بین الاقوامی سکالروں خود حکومت کی قائم کردہ اسلامی مشاورتی کونسل نے مدلل، واضح اور ہر لحاظ سے
جامع اور قابلِ عمل نقشہ نہ صرف پیش کیا ہے بلکہ اس کو عملی طور پر مختلف ممالک اور کئی ایک بینکوں میں برت کر دکھا
بھی دیا ہے مگر اس کے باوجود بھی حکومت کے نمائندے سردار آصف کہتے ہیں " علماء موجودہ نظام میں تبدیلی کے
لیے اپنی تجاویز پیش کریں یہ وہی پرانی رٹ ہے کہ اسلامی مالیاتی نظام کا نقشہ کیا ہوگا؟۔
کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے نزدیک عمل کی جگہ شاید کاغذ ہے حالانکہ عمل کاغذ پر نہیں زمین پر اور
اعضاء و جوارح کے معاملات پہ ہوا کرتا ہے کاغذ پر کرنے کا جو اصل کام تھا وہ ہر دور میں محققین عصر اور اربابِ دین و
دانش نے قطعی دلائل اور شواہد سے نظامِ حاضر کی غلطیاں اور ان کی مضرتیں کھول کھول کر واضح کر دی ہیں اور
اس کے متبادل اصلاحی تجاویز کی معقولیت بھی ثابت کرتے آئے ہیں۔

رہا یہ سوال کہ عملی طور پر اس شکست و ریخت کی تفصیلی صورت کیا ہوگی اس کے جزوی مراحل کیا ہوں گے اور ہر مرحلے میں پیش آنے والے مسائل کو حل کیسے کیا جائے گا تو ان امور کو عملی طور پر برتنے سے پہلے نہ کوئی مشاہدہ کر سکتا ہے نہ پیشگی طور پر جان سکتا ہے اور نہ ان کا جواب دے سکتا ہے اگر آپ بحیثیت مسلمان کے اس امر پہ مطمئن ہو چکے ہیں کہ سودی نظام واقعی غلط اور از روئے اسلام حرام ہے اور تعلیمات اسلام کی بیان کردہ اصلاحی تجاویز معقول ہیں نقشہ درست ہے تو جناب! آج ہی جرأت کر کے عمل کی طرف قدم اٹھائیے اور اس عملی کاروائی کی زمام کار ایسے علماء اور محققین اور ماہرین کے ہاتھ میں دیجیے جو ایمان اور اخلاص، دیانت و تقویٰ، جرأت اور عظیم تر علمی صلاحیتوں کے مالک ہوں پھر جو بھی عملی مسئلہ، کوئی عملی اشکال کوئی عملی دشواری پیش ہوگی اسی جگہ وہ حل ہوتی جائے گی یہ وقت سود کے جواز کے فتووں، نقشوں کے مطالبے کمیٹیوں کے قیام اور زبانی جمع خرچ کا نہیں عملی اقدام کا ہے جہاں تک سردار آصف کے مذموم بیان اور حکومت کی سرد مہری اور مجرمانہ پشت پناہی کا تعلق ہے تو یہ توہین عدالت بھی ہے اور اسلامی قوانین اور شریعت سے استہزاء بھی، اور خدا اور اس کے رسول ؐ سے بغاوت اور ان سے اعلان جنگ کے مترادف ہے جو کسی بھی صورت میں ناقابل عفو ہے اور اس کی واحد صورت یہی ہو سکتی ہے کہ خلوص نیت سے بارگاہ ربوبیت میں اپنے کفریہ اقوال اور اعمال سے توبہ کر کے عملاً سودی نظام ساقط کر دیا جائے اور اسلام کا مالیاتی نظام جاری کر دیا جائے ؎

نہ جا اس کے تحمل پر کہ بے ڈھب ہے گرفت اس کی
ڈر اس کی دیر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا

عبدالقیوم حقانی

قارئین سے گذارش کیا یہ ہے کہ گذشتہ دو تین سال سے کاغذ کی گرانی، کتابت، طباعت اور بائینڈنگ پر دو ہرے خراجات کے باوجود "الحق" نے اپنے قارئین کو سالانہ زر تعاون میں اضافہ کی زحمت نہیں دی مگر اب جبکہ وسائل کی قلت، شدید مہنگائی اور اخراجات کی کثرت کے پیش نظر قارئین سے اصل لاگت کی بنیاد پر تعاون کے بغیر ادارہ کے لیے کام کرنا ممکن نہیں رہا اس لیے اپنے کرم فرماؤں اور مخلصین سے بھی درخواست ہے کہ آئندہ صرف ۱۰/- روپے کا اضافہ اور وہ بھی ایک دینی ادارہ کی سرپرستی اور تعاون کی نیت سے قبول فرما کر سالانہ چندہ ۶۰/- روپے بھیجا کریں۔ خدا کرے کہ یہ معقول اضافہ قارئین کے لیے بار خاطر نہ ہو، اللہ تعالیٰ سب کو اجر عظیم عطا فرمائے (آمین)

(ادارہ)